طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ

حضرت شیخ الکل فی الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی م ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء

کے

مکتوبہ اور مصدقہ فتاویٰ کا بے نظیر مجموعہ

فتاویٰ نذیریہ

مبوّب و مترجم

جلد اوّل

ناشر

اہل حدیث اکادمی

کشمیری بازار لاہور

257

ن ذ ی - ف سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۵

طابع .... شیخ محمد اشرف

ناشر .... اہلحدیث اکادمی لاہور

مطبع .... اشرف پریس لاہور

تاریخ اشاعت

طبع اول .... ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء

طبع ثانی .... ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۱ء

قیمت

جلد اول مجلد .... ۱۸ روپے

جلد دوم مجلد .... ۱۵ روپے

جلد سوم مجلد .... ۱۲ روپے

کامل سیٹ ۴۵ روپے

کتاب العلم

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں، کہ ایک شخص کہتا ہے، کہ صحاح ستہ میں پچاس حدیثیں موضوع ہیں، آیا یہ قول صحیح ہے یا غلط، بینوا توجروا،

الجواب:۔ جو شخص یہ کہتا ہے، کہ صحاح ستہ میں پچاس حدیثیں موضوع ہیں، اس کا یہ قول سراسر غلط ہے، اور وہ شخص محض جاہل و ناواقف ہے، صحیح بخاری و صحیح مسلم میں تمام احادیث مرفوعہ مسندہ صحیح ہیں، ان میں کسی حدیث کا موضوع ہونا کیا معنی کوئی حدیث ضعیف بھی نہیں ہے، اور ان احادیث مرفوعہ مسندہ کے علاوہ اور متفی روایات تعلیقات وغیرہا ہیں، ان میں بھی کوئی روایت موضوع نہیں ہے، رہیں سنن اربعہ سو جامع ترمذی اور ابو داؤد و نسائی میں بھی کوئی حدیث موضوع نہیں ہے، ہاں ابن ماجہ میں صرف ایک حدیث موضوع بتائی جاتی ہے، جو ابن ماجہ کے شہر قزوین کی فضیلت میں آئی ہے، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فوائد المجموعہ کے صفحہ ۱۵۰ میں لکھتے ہیں:۔

حدیث ستفتح علیکم الافاق ویفتح علیکم مدینۃ یقال لها قزوین من رابط فیها اربعین کان له فی الجنۃ عمودین من ذهب[1] الی قوله) قد اوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات فاصاب ولعل هذا هو الحدیث الذی یقال ان فی سنن ابن ماجۃ حدیثا موضوعا انتهی. مگر حافظ سیوطی اپنی تعقبات میں لکھتے ہیں، کہ ابن ماجہ کی اس حدیث کو موضوعات کے سلک میں درج کرنا نہیں چاہیے، عبارتہ ہکذا۔ قلت[2] اخرجہ ابن ماجہ قال المزی فی التهذیب انہ حدیث منکر

---

[1] تمہارے لئے دنیا فتح ہوتی جائے گی، ایک شہر فتح ہوگا، جس کا نام قزوین ہوگا، جو اس میں چالیس دن پہرہ دیگا اس کے لئے جنت میں سونے کے دو ستون ہوں گے، ابن جوزی نے اس کو موضوع کہا ہے، اور شاید یہی وہ حدیث ہے، جس کے متعلق کہا جاتا ہے، کہ سنن ابن ماجہ میں ایک موضوع حدیث ہے [2] کہ اس کو ابن ماجہ نے بیان کیا ہے

سکتا، اگرچہ نہایت درجہ کا دیندار ہو اور دین میں نہایت سخت ہو، اور اس شیطانی وسیلہ کے کتنے قتیل ہیں، جن کا خون ہدر و رائگان ہے، اور کتنے قیدی ہیں، جو اس کے عشق و شیفتگی میں گرفتار و مقید ہیں، اللہ تعالےٰ سے ہم میانہ روی اور ثابت قدمی کا سوال کرتے ہیں، اور اس مسئلہ کی بحث کو پورے طور پر جو شخص دیکھنا چاہے، اس کو ہمارا رسالہ موسومہ ابطال دعوے الاجماع علے تحریم مطلق السماع ضرور دیکھنا چاہیے نیل کی ان دونوں عبارتوں سے صاف معلوم ہوا، کہ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ جماعت صوفیہ کی طرح اباحت مطلقہ کے قائل نہیں ہیں، واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ محمد عبدالرحمٰن المبارکفوری عفا اللہ عنہ

سید محمد نذیر حسین

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مابین اہل اسلام ملک کشمیر کے تنازع دربارہ صحابیت معمر حبشی اور تابعیت علی ہمدانی کے واقع ہو کر دو فریق ہو گئے ہیں، دعوے ایک فریق کا یہ ہے، کہ ایک شخص معمر حبشی نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے تھا، آپ کی دعا کی برکت سے ہمارے حضرت علیہ السلام کے زمانہ بابرکت تک زندہ رہ کر پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف صحبت حاصل کیا، من بعد بدعائے حضرت علیہ السلام لغایت سنہ ہجری تک زندہ رہ کر حضرت علی ہمدانی سے ملاقات کی، جس کی وجہ سے فریق مذکور حضرت علی ہمدانی کے تابعی ہونے کا مدعی ہے" اور فریق ثانی کا دعوی ہے، کہ معمر حبشی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے ہونا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک زندہ رہ کر شرف صحبت حاصل کرنا بالکل غلط و باطل ہے، کیونکہ یہ بات کسی دلیل سے ثابت نہیں و نیز معمر حبشی کا سنہ ہجری تک زندہ رہنا چونکہ مخالف صحیح حدیث بخاری و مسلم ما من نفس منفوسۃ یاتی علیہا مائۃ سنۃ الحدیث کے ہے باطل و مردود ہے، پس جب کہ معمر حبشی کا صحابی ہونا پایہ ثبوت کو نہ پہنچا، تو اس سے علی ہمدانی کا تابعی نہ ہونا بھی اظہر من الشمس ہے" اور درمیان دونوں فریقوں کے نوبت بایں جا رسید کہ ایک فریق دوسرے کو گمراہ و بے دین تصور کرتا ہے، اب ان ہر دو فریقوں میں سے حق بجانب کس کے ہے، بینوا توجروا

الجواب:۔ ان دونوں فرقوں میں حق بجانب فریق ثانی ہے، اور فریق اول کا دعوے بلا شبہ باطل و مردود ہے، فریق اول کا دعوی چار باتوں پر مشتمل ہے:۔

(۱) معمر حبشی کا عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین میں سے ہونا۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک

اس کا زندہ رہنا،

(۳) اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف صحبت حاصل کرنا،

(۴) بدعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ستسمہ ہجری تک زندہ رہ کر علی ہمدانی سے ملاقات کرنا،

ان چار باتوں میں سے ایک بھی کسی دلیل صحیح سے ثابت نہیں، بلکہ چاروں باتیں بالکل غلط وسراسر باطل ہیں بناؤ علیہ فریق اول کا دعوی باطل ومردود ہے، بہت سے معمرین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہونے اور شرف صحبت حاصل کرنے کا جھوٹا دعوی کیا ہے، یا ان کی طرف اس بات کی غلط نسبت کی گئی ہے، ان معمرین کے دعوی کی تردید، اور ان کی طرف اس بات کی نسبت کی تغلیط محدثین رحمہم اللہ تعالے نے خوب اچھی طرح سے کردی ہے، علامہ شوکانی نے الفوائد المجموعہ صفحہ ۱۴۵ میں بہت سے معمرین کذابین مدعیان صحبت کا ذکر مع ان کی تکذیب کے کیا ہے، پھر آخر میں لکھتے ہیں:۔

ومما یدفع دعاوی ھؤلاء اجماع اھل العلم علی ان اخر الصحابۃ موتا فی جمیع الامصار ابو الطفیل عامر بن واثلۃ الجھنی وکان موتہ سنۃ اثنتین ومائۃ بمکۃ انتہی اور علامہ محمد طاہر مجمع البحار صفحہ ۱۴۵ جلد ۲ میں لکھتے ہیں۔ وقد اتفقوا علی ان اخر من مات فی جمیع الارض من الصحابۃ ابو الطفیل عامر بن واثلۃ سنۃ مائۃ واثنتین بمکۃ وقد ثبت انہ قال قبل موتہ بشھر اونحوہ فان علی رأس مائۃ سنۃ لا یبقی علی وجہ الارض فانقطع المقال قال وقد بسطت القول فی المعمرین فی تذکرۃ الموضوعات فطالعہ ینفعک فانہ کتاب نفیس تلقتہ علماء الحرمین بالقبول انتہی۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم کتبہ محمد عبد الرحمن المبارکفوری عفا اللہ عنہ۔

سید محمد نذیر حسین

لے ان کے دعوی کی تردید کے لئے علماء کا اجماع کافی ہے، کہ صحابہ میں آخری صحابی ابو الطفیل عامر بن واثلہ جہنی سنہ ۱۰۲ھ میں فوت ہوئے ۱۲ ۔ ۲ے اس پر اتفاق ہے، کہ تمام روئے زمین پر آخری صحابی جو فوت ہوئے، وہ ابو الطفیل عامر بن واثلہ ہیں جو سنہ ۱۰۲ھ میں مکہ میں فوت ہوئے، اور یہ بھی ثابت ہے، کہ انہوں نے اپنی موت سے ایک مہینہ پہلے یہ حدیث سنائی تھی، کہ آج سے سو سال بعد روئے زمین پر آج کا کوئی انسان زندہ نہ رہے گا، اس حدیث سے ساری بحث ہی ختم ہو گئی، اور میں نے معمرین کے متعلق موضوعات کے تذکرہ میں بڑے بسط سے کلام کیا ہے، اس کا مطالعہ